ہلال وصلیب

عطیہ اِنعام الٰہی رانا
بنت مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ

فیملی پلاننگ اور مغربی مفادات

وطن عزیز میں حکومتی سطح پر جس محکمے میں سب سے زیادہ نیک نیتی اور خلوص سے کام ہوتا ہے، وہ محکمہ بہبود آبادی ہے۔ اس کے لئے اربوں کا بجٹ ملکی طور پر رکھا جاتا ہے اور بیرونِ ملک سے بھی وافر امداد حاصل ہوتی ہے۔ جگہ جگہ ادارے کھولے گئے ہیں، منظّم اشتہاری مہم جس میں اخبار، ٹی وی ، رسائل ،سٹیکر اور بڑے بڑے ہورڈنگز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کانفرنسز اور سیمینار منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اتنی کوششوں کے باوجود کماحقہ نتائج حاصل نہ ہوسکے کیونکہ اکثر مسلمان اس کو مذہبی نقطہ نظر سے جائز نہیں سمجھتے۔ گویا حکومتی عزائم کی راہ میں رکاوٹ مذہب اور علما کرام ہیں!!

گذشتہ ماہ حکومت نے 'بہبودِ آبادی' کے نام سے ۶ مئی ۲۰۰۵ء کو اسلام آباد میں ایک کانفرنس بلائی جس میں ۲۱ ر مسلم ممالک کے علما اور مشائخ کو اکٹھا کرنے کا دعویٰ کیا گیا اور ان سے مطالبہ کیا گیا کہ فیملی پلاننگ کے حوالے سے اسلامی احکامات کی ایسی تشریح کریں کہ عوام الناس کے اندر اس کے لئے قبولیت پیدا ہوسکے اور آبادی میں کمی کے حوالے سے ہم اپنے اہداف حاصل کرلیں۔ اس سے ایک طرف تو یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت اس طرح کی کوششوں میں یہ سمجھتی ہے کہ علما کی مدد کے بغیر وہ کامیاب نہیں ہوسکتی، دوسری طرف یہ بھی خوش آئند امر ہے کہ اس کانفرنس میں ائمہ حرمین شریفین اور نامور علما کی شرکت کا ڈھنڈورا تو بہت پیٹا گیا لیکن چند حکومت نواز مولویوں اور مغربی اقدار کی پروردہ بے حجاب خواتین جنہیں اسلامی سکالر بنا کر پیش کیا گیا ، کے سوا کسی نامور عالم دین یا ائمہ حرمین نے اس کانفرنس میں شرکت گوارا نہیں کی۔

یاد رہے فیملی پلاننگ یا بہبود آبادی سے مراد یہ ہے کہ غیر فطری طریقوں سے اولاد کی پیدائش کو روکا جائے اور خاندان کی تعداد محدود رکھی جائے جس کے لئے سب سے پرکشش تعداد دو افراد کی ہے اور چار سے زیادہ تو واقعی طور پر قابل اعتراض اور قابل گرفت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

فیملی پلاننگ کیوں ضروری ہے؟

اس سوال کے جواب کے لئے حکومت تین وجوہات بیان کرتی ہے:

① زیادہ آبادی ملکی ترقی وخوشحالی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور پسماندگی و ناخواندگی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

② زیادہ آبادی ماحولیاتی آلودگی کا باعث بنتی ہے۔

③ زیادہ بچوں کی پیدائش ماؤں کی زندگی کو خطرے سے دوچار کردیتی ہے۔

ذیل کی سطور میں ہم ان تینوں باتوں کا زمینی حقائق کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ ان میں کس قدر حقیقت ہے۔

پہلا اعتراض

پراپیگنڈہ کے ماہرین فیملی پلاننگ کے لئے اپنی پراپیگنڈہ مہم میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیتے ہیں کہ زیادہ آبادی ہی ملکی پسماندگی کا باعث ہے۔مزید یہ کہ اگر آبادی اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو ملکی وسائل ختم ہوجائیں گے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ آبادی میں اضافے اور ملکی ترقی اور وسائل میں کیا رشتہ اور تناسب ہے؟

◉ اس بارے میں ہارورڈ یونیورسٹی نے ۱۹۹۱ء میں لاطینی امریکہ میں ایک ریسرچ کی۔ یہ ریسرچ ۱۹۰۰ تا ۱۹۹۱ء کے ۹۰ سالہ عرصہ پر محیط تھی۔ اس دوران لاطینی امریکہ کی آبادی میں سات گنا اضافہ ہوا جبکہ اس دوران فی کس آمدنی میں پانچ گنا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔یعنی مجموعی طور پر قومی آمدن میں ۳۵ گنا اضافہ ہوا، گویا آبادی میں اضافہ قومی آمدن میں اضافہ کرتا ہے اور قومی آمدن میں اضافہ ہوگا تو لازماً ملکی ترقی اور خوشحالی میں بھی اضافہ ہوگا۔

◉ پاکستان کی آبادی جس رفتار سے بڑھی، اس سے کہیں زیادہ رفتار سے قومی آمدن میں اضافہ ہوا۔ پاکستان کا بجٹ کبھی اربوں میں ہوتا تھا، اب کھربوں میں ہے۔قومی آمدن جس تناسب سے بڑھی؛ قومی ترقی، خوشحالی اور خواندگی میں اس تناسب سے اضافہ نہ ہوا۔ اس کی اصل وجہ آبادی میں اضافہ نہ تھا بلکہ ملک میں تیز رفتاری سے بڑھنے والی کرپشن، رشوت اور سودی نظام تھا۔ بیوروکریسی اور حکمران، ہر دو کرپٹ تھے۔ انہوں نے اپنی بدعنوانیوں پر پردہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالنے کے لئے غیرملکی آقاؤں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے پراپیگنڈہ شروع کردیا کہ قومی پسماندگی، ناخواندگی اور دیگر مسائل کی جڑ اونچی شرح پیدائش ہے۔ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو اپنی آبادی کو کنٹرول کرنا ہوگا اور اس میں کمی کرنا ہوگی۔ اس طرح آبادی میں اضافہ کے پراپیگنڈہ کو پسماندگی کا جواز بنا کر حکمرانوں اور بیوروکریسی نے اپنی کرپشن پر پردہ ڈال لیا۔

اس پراپیگنڈا کے لئے ہر طرح کے ذرائع ابلاغ پوری قوت سے استعمال کئے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فیملی پلاننگ کی جو بنیاد جھوٹ پر کھڑی کی گئی تھی، اسے معاشرے سے ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کرالیا گیا۔ آج کسی بھی دانشور، مولوی، وکیل، عام شہری سے بات کریں تو وہ کہتا ہے کہ ہمارے سارے مسائل زیادہ آبادی کی وجہ سے ہیں۔ کوئی نہیں سوچتا کہ اگر آبادی بڑھی ہے تو قومی آمدن میں اس سے کہیں زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

جناب شاہد جاوید برکی کا ایک مضمون روزنامہ پاکستان میں شائع ہوا تھا، جس میں وہ لکھتے ہیں:

''۱۹۴۷ء سے ۱۹۹۱ء تک بھارت کا جی ڈی پی ۴ فیصد سالانہ کے حساب سے ترقی کررہا تھا جبکہ پاکستان میں ترقی کی یہ شرح ۶ فیصد تھی حالانکہ پاکستان کی آبادی میں اضافہ کی شرح بھارت کے مقابلے میں ایک فیصد زیادہ تھی، یعنی بھارت میں ۲ فیصد اور پاکستان میں ۳ فیصد تھی۔''

اس کے بعد کرپشن میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور شرحِ پیدائش میں کمی کے باوجود پاکستان کی ترقی کی شرح رُک جاتی ہے، چنانچہ شاہد جاوید برکی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''بھارت میں ترقی کی رفتار ۶ فیصد سے ۷ فیصد ہوگئی۔ جی ڈی پی میں ۶ء۱ فیصد اضافہ ہوا، آبادی میں ۲ فیصد اور فی کس آمدنی میں ۴ء۱ فیصد اضافہ ہوا۔ اس دوران پاکستان میں اقتصادی ترقی ۴ء۱ فیصد رہ گئی۔ جبکہ آبادی کی شرح میں اضافہ ۳ فیصد سے کم ہوکر ۲ء۸ فیصد ہوگیا۔ یعنی شرحِ پیدائش میں کمی کے باوجود ترقی میں اضافہ کی بجائے کمی ہوئی۔''

سرتاسر جھوٹ پر مبنی یہ سبق پاکستانی حکمرانوں نے کہاں سے پڑھا؟ کس نے انہیں اپنا آلہ کار بنا کر نہ صرف اپنے مفادات حاصل کئے بلکہ پاکستانی حکمرانوں کو بھی عوامی غیظ وغضب سے بچنے کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ مہیا کردی۔

◉ ایک طرف حکومت فیملی پلاننگ کے لئے یہ جواز نکالتی ہے، دوسری طرف خود اس کے اعداد وشمار اس کے دعووں کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابھی گذشتہ ماہ ہی پاکستانی وزیراعظم شوکت عزیز نے ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء کو روزنامہ 'خبریں' کے 'کسان ٹائم' میں اپنی حکومت کی کارکردگی بتاتے

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ترقی کے جو بلند و بالا اعداد وشمار پیش کئے ہیں، اس سے حکومتی تضادات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ

''مجموعی ملکی پیداوار کی شرح نمو۸ء۳۵ فیصد ہوچکی ہے جو ملکی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے، جبکہ فی کس آمدنی ۷۰۰ ڈالر تک پہنچ چکی ہے،حکومت کا گروتھ ریٹ ۶ء۶ فیصد تھا،لیکن خلافِ توقع زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ بڑی فصلوں میں ۱۷ء۳ فیصد اور کپاس میں ۴۵ فیصد اضافہ ہوا۔گندم ۲۲ملین ٹن ہوئی جبکہ سروسز کے شعبے میں شرح نمو ۷ء۹ فیصد رہی۔'' (خبریں:۱۸رمئی)

''پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ مجموعی پیداوار کے مقابلے میں اضافہ کی شرح ۸ فیصد سے تجاوز کرجائے گی۔جس کے بعد پاکستان ایشیا میں تیز رفتار شرح پیدائش کے لحاظ سے ۵ بڑے ممالک میں شامل ہوجائے گا۔'' (روزنامہ جنگ لاہور: ۱۸رمئی ۲۰۰۵ء)

◉ گورنر بینک دولت پاکستان جناب عشرت حسین نے BIS.org کے نام سے ویب سائٹ میں ۱۹۴۷ء سے ۲۰۰۴ء تک پاکستان کے تمام شعبوں میں ترقی اور وسائلِ پیداوار کا جائزہ ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے،جس کی رو سے گندم کی پیداوار میں ۷ گنا، چاول میں ۱۴ء۷ گنا،کپاس میں ۹ء۰۹ گنا جبکہ گنے کی پیداوار میں ۴۰۲ گنا اضافہ ہوا۔سٹیٹ بنک کے مطابق فی کس آمدنی میں ۸ گنا،جبکہ آبادی میں صرف ۴ء۵ گنا اضافہ ہوا۔

◉ وزیراعظم نے کسانوں پر زمینپیداوار کو مزید بڑھانے کے لئے کوششیں کرنے پر زور دیتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ ہم گندم کی فی ایکڑ پیداوار کو ۳۵ من سے بڑھا کر ۵۰ من تک لے جانا چاہتے ہیں۔(خبریں: ۱۶رمئی) جبکہ جہاں تک پاکستان کی زمین کی پیداواری صلاحیت کا تعلق ہے تو خبریں کے ہی زیر اہتمام ایک مقابلے میں انعام شدہ زمینوں کی پیداواری صلاحیت بالترتیب یہ رہی: ۸۶ء۸۴ اور ۷۱ اور تیسرے انعام کی حقدار زمین ۶۹ء۷۳۔ گویا ابھی پاکستانی زمین میں اس سے بھی زیادہ گنجائش موجود ہے۔

دوسری طرف ابھی پاکستان کی ۳۰ فیصد زرعی زمین بے کار اور ہماری توجہ کی منتظر پڑی ہے۔

پاکستان میں فیملی پلاننگ کا کام ۱۹۵۳ء میں انفرادی کوششوں اور این جی اوز سے شروع ہوا۔۱۹۶۰ء میں اس کو باقاعدہ سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی، اس کی تشہیر شروع ہوئی، اس کی سہولیات عام ہوئیں تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ فحاشی اور بے حیائی کی تحریک ہے۔ علماء ودانشوروں اور صحیح الفکر لوگوں کو بہت بعد میں پتہ چلا کہ فحاشی اور بے حیائی تو فیملی پلاننگ کا

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک پہلو ہے، اصل مقصد مسلمانوں کی بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی کے آگے بند باندھنا ہے جو یورپ اور امریکہ کے لئے ایک عظیم خطرہ ہے!!

مغربی مفکرین کی پریشانی

مغربی مفکرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''طاقت کا فیصلہ رقبے نہیں، آبادی کے ہاتھ میں ہے۔'' اور بدقسمتی یا خوش قسمتی سے امریکہ و یورپ کی گوری صلیبی آبادی میں شرح بار آوری تیزی سے گر رہی ہے۔ اس کی وجہ ان کی غیر فطری اور بے غیرتی پر مبنی طرزِ زندگی ہے یا موسمی اور ماحولیاتی اثرات۔ وجہ کچھ بھی ہو، یہ ہولناک حقیقت انہیں شدید تشویش میں مبتلا کررہی ہے۔ ان میں اوسطاً شرح بار آوری ۱۔۷ ہے جبکہ مسلم دُنیا میں اوسطاً ۵ء۶ ہے۔ گویا یورپی اقوام میں ایک جوڑا اگلی نسل کو اپنے جیسے دو افراد بھی نہیں دے پاتا، نتیجتاً گوری اقوام کی تعداد روز بروز پہلے سے کم ہوتی جارہی ہے۔

◉ امریکہ اور یورپی اقوام میں گرتی ہوئی شرح پیدائش کو دیکھتے ہوئے ۱۹۹۰ء میں 'امریکن انٹرپرائز انسٹیٹیوٹ' کے شائع کردہ ایک مضمون میں نشاندہی کی گئی کہ

''آبادی کے تناسب کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ چھوٹی قومیں (یعنی مسلم) اُبھریں گی اور بڑی طاقتیں کم آبادی کے باعث ختم ہوجائیں گی۔''

◉ صلیبی گورے جب مسلمانوں میں اونچی شرح پیدائش دیکھتے ہیں اور حساب وکتاب کرتے ہیں تو پریشان ہوجاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک عام یمنی عورت سات بچوں کو جنم دیتی ہے اور اگر آئندہ تین نسلوں تک یہی شرحِ پیدائش رہی تو ایک یمنی عورت کے ۴۹ نواسے اور پوتے، ۳۴۳ پرنواسے اور تیسری نسل تک ۳۴۳x۷=۲۴۰۱ افراد ہوں گے، جبکہ یورپ میں ایک عام فیملی صرف ایک بچہ رکھتی ہے۔ تین نسلوں تک بمشکل ۲ یا ۳ ہوں گے، یعنی ۲۴۰۱ کے مقابلے میں صرف ۳ (اگرچہ عملی دنیا میں ایسا کم ہی ہوتا ہے، مگر حساب کتاب نے صلیبیوں کو چکرا کر رکھ دیا ہے) وہ خوفزدہ ہیں کہ آئندہ چند دہائیوں میں صورتِ حال بدل جائے گی۔

◉ ۱۹۸۸ء میں امریکہ ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کی ایک رپورٹ میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ ''دنیا کی آبادی میں آنے والی تبدیلیوں سے فوجی طاقت کا عالمی توازن اگلی دو دہائیوں میں بدل سکتا ہے۔'' رپورٹ میں امریکہ کے پالیسی میکرز سے کہا گیا کہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ اس طرف بھرپور توجہ دیں اور مسلمانوں میں آبادی کے کنٹرول کو اتنی ہی اہمیت دی جائے جتنی نئے تباہ کن ہتھیاروں کی تیاری پر دی جارہی ہے۔''

◉ ۱۹۹۱ء میں ایک کتاب 'دی فرسٹ یونیورسل نیشن' میں امریکی کالم نگار واٹن برگ نے عالمی آبادی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: ''یہ کہنے کے لئے ایک بلین وجوہات ہیں کہ مسلم اثرورسوخ بڑھے گا۔'' اس نے بتایا کہ ۱۹۵۰ء میں مسلمان ساڑھے سینتیس کروڑ تھے اور اکیسویں صدی کے اوّل میں یہ دو ارب ہوجائیں گے۔ مسلم قومیں تیز ترین رفتار سے بڑھ رہی ہیں۔ واٹن برگ نے شکایتاً لکھا کہ ترقی یافتہ ممالک میں ایک عورت کے ہاں اوسطاً ۱ء۷ بچے پیدا ہوتے ہیں، سوویت بلاک ممالک میں ۱ء۲، غیر مسلم ترقی پذیر ممالک میں ۵ء۴ جبکہ مسلمان قوموں میں ۶ بچے ہوتے ہیں۔

◉ برطانوی فلاسفر برٹرینڈرسل نے اپنی کتاب 'میرج اینڈ مارلز' میں لکھا تھا کہ مغربی یورپ میں شرحِ پیدائش تیزی سے گر رہی ہے اور دنیا کی سفید فام آبادی جلد نیست ونابود ہو جائے گی، اس کے خیال میں ایشیائی لوگ زیادہ دیر رہیں گے اور افریقی ان سے بھی زیادہ۔ اس نے اہل مغرب کو نہ صرف شرح پیدائش بڑھانے کی ترغیب دی بلکہ غیر سفید فام قوموں کی آبادی کنٹرول کرنے کے لیے اقدام اٹھانے پر بھی زور دیا۔

◉ 'نارتھ کیرولینا سنٹر برائے تحقیق آبادی اور تحفظ' کے ڈاکٹر سٹیفن نے ۱۹۷۷ء میں اپنی کتاب 'پاپولیشن گروتھ کنٹرول' میں لکھا کہ دنیا کی آبادی کی تحدید کے لیے غیر معمولی اقدامات کی ضرورت ہے۔اب وسیع پیمانے پر لازماً مداخلت کرنا ہوگی کیونکہ ہماری بقا خطرے میں ہے۔ لہٰذا مغرب کو خطرہ یہ ہے کہ اپنی تمام تر ٹیکنالوجی، ہتھیاروں اور دولت کے باوجود اگر عددی لحاظ سے وہ کم ہوگئے تو ان کا یہ غلبہ زیادہ دیر برقرار نہیں رہ سکتا اور اکیسویں صدی کے وسط میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے دُنیا میں سب سے بڑی قوم ہوں گے۔

آبادی کے اس فرق کو کم کرنے کے طریقے

آبادی میں اضافے کے اس فرق کو کم کرنے کے صرف دو طریقے ہیں: اہل مغرب اپنی آبادی بڑھائیں یا پھر مسلمانوں کی آبادی کم کریں۔ اہل مغرب کے لئے اپنی آبادی بڑھانا ممکن نہیں کیونکہ ان کے ہاں شرحِ بارآوری ہی بہت کم ہے۔ اس شرح کو بڑھانے کے لئے

ہر طرح کی کوششیں کی گئیں۔ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور کلوننگ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تیزی سے گرتی ہوئی شرحِ پیدائش پر قابو پانے کے لئے صلیبی دنیا نے بڑے اقدامات کئے مثلاً حرام کی اولاد کو قانونی تحفظ دے کر حرامی بچے پیدا کرنے والی ماؤں کو سہولتیں دی گئیں۔ بغیر شادی کے ازدواجی تعلقات کو تسلیم کیا گیا۔ غیر ملکیوں کے ساتھ شادی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔۱۹۸۴ء میں یورپی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد پاس کی جس میں تمام ممبر ممالک سے کہا گیا کہ وہ ایسے اقدام کریں جس سے شرحِ پیدائش میں اضافہ ہوسکے۔قرارداد میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ۱۹۶۰ء میں یورپی گورے پوری دنیا میں ۸ء۸ فیصد تھے۔شرحِ پیدائش میں کمی کے باعث ۲۰۲۵ء میں صرف ۲ فیصد رہ جائیں گے۔ اس سے عالمی سطح پر یورپ کا اثر ورسوخ کم ہوجائے گا۔

یورپی یونین کے ممبر ۱۶؍ممالک نے اپنی آبادی میں اضافے کے لئے جو منصوبہ وضع کیا ہے، اس کی رو سے ۱۹۶۰ء میں ۶۰ سال سے اوپر لوگوں کی تعداد جو ۱۸ فیصد تھی ، اسے ۲۰۵۰ء میں ۳۶ فیصد کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے، ۱۵ تا ۵۹ سال کے یورپی لوگ ۱۹۶۰ء میں ۵۹ فیصد تھے، جنہیں ۲۰۵۰ء میں کم از کم ۴۸ فیصد تک لانا ہے۔۱۵ سال سے کم عمر بچوں کی تعداد تب ۲۳ فیصد تھی، جسے ۱۶ فیصد تک لانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں یورپی حکومتوں نے اپنے عوام کو پرکشش ترغیبات بھی دی ہیں۔ فرانس کی حکومت ۸۰۰ ڈالر ماہانہ میٹرنٹی الاؤنس دیتی ہے۔ جو خواتین تیسرے یا چوتھے بچے کو جنم دیتی ہیں، انہیں تین برس تک معقول ماہانہ الاؤنس ملتا ہے۔ جرمنی کی حکومت نئے جوڑوں کو مکان کی تعمیر کے لئے بلا سود قرضے فراہم کرتی ہے اور ہر نئے بچے کی پیدائش پر قرض کا ایک حصہ معاف کردیا جاتا ہے۔ یورپ کے دیگر ممالک میں بھی 'آبادی بڑھاؤ' پالیسی پر عمل☆ ہورہا ہے۔

◉ پوپ جان پال دوئم نے اپنے دورۂ بھارت کے دوران ۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو نہرو سٹیڈیم میں ۵۰ ہزار عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

> ''اپنی آبادی کو کم کرنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ اضافہ کرتے رہیں۔ بھوک اور غربت کی وجہ سے اسقاطِ حمل اور مصنوعی طریقوں سے افزائش نسل روکنا درست نہیں۔فیملی پلاننگ موت کا

☆ اس کی تفصیلات کے لئے اس مضمون کے آخر میں ضمیمہ ملاحظہ فرمائیں۔

www.KitaboSunnat.com

کلچر ہے۔ اکیسویں صدی کو ایشیا میں عیسائیت کی صدی بنانا ہے۔''

صلیبیوں کی مسلمانوں کے لئے تو یہ نصیحت ہے کہ 'آبادی گھٹاؤ، خوشحالی بڑھاؤ'، 'بڑا گھرانہ، بڑا جنجال'، 'چھوٹا گھرانہ، تندرست و توانا'، 'کم بچے، خوشحال گھرانہ'، مگر خود اپنے ہاں 'آبادی بڑھاؤ، طاقت بڑھاؤ' کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔

◉ اٹلی کے ایک قصبے کے میئر نے نوجوان کنواروں سے خطاب کرتے ہوئے تاکید کی کہ وہ شادی کریں یا پھر 'کنوارا ٹیکس' دینے کے لئے تیار ہوجائیں، کیونکہ قصبے میں بچوں کی کمی کے باعث کئی سکول بند ہوگئے ہیں۔

اہل مغرب اپنی ہمہ گیر کوششوں کے باوجود تاحال اپنے مقصد، یعنی اپنی آبادی کو بڑھانے میں کامیابی حاصل نہیں کرسکے۔ اس سلسلے میں ان کی سب کوششیں بری طرح ناکام ہوچکی ہیں اُنہوں نے ایسا معاشرتی سیٹ اپ بنا لیا ہے کہ عورتیں بچے پالنا اپنے لیے مصیبت سمجھتی ہیں، سو انہوں نے اپنا سارا زور مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کی طرف لگا دیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے درج ذیل طریقے اختیار کئے گئے:

① میڈیا (ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، رسائل، اشتہارات) سے سحر انگیز اور پرکشش پراپیگنڈہ

② خوبصورت اداکاراؤں اور مقامی لیڈی ڈاکٹروں کو اشتہاروں میں استعمال کیا گیا

③ مقبول قومی کھلاڑیوں اور سوشل ورکرز سے کام لیا گیا

④ ایجنٹ تنظیموں کے ذریعے پوسٹر لگائے اور پمفلٹ تقسیم کئے گئے

⑤ واکس (walks) کا اہتمام کیا گیا

⑥ حکومت کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے قرضوں کے ذریعے جکڑا دیا گیا اور انہیں فیملی پلاننگ کروانے پر مجبور کیا گیا اور مالی امداد کو برتھ کنٹرول سے مشروط کردیا۔

⑦ مالیاتی پالیسیوں کے ذریعے مہنگائی پیدا کرکے عوام کے ذہنوں میں زیادہ بچوں کے بوجھ کا احساس پیدا کیا گیا

⑧ مقبول عام گانوں اور ورائٹی پروگراموں کے ذریعے بھی برتھ کنٹرول کی ترغیب دی جاتی ہے۔

⑨ پراپیگنڈے کی اس ہمہ جہت مہم کی کامیابی میں بڑی رکاوٹ مسلم علما اور دانشور تھے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے عالم اسلام کے ہر کونے میں ریسرچ کی گئی، مسلم علما کا جائزہ لیا گیا

www.KitaboSunnat.com

اور مختلف ہتھکنڈوں سے اُنہیں خاموش کرا دیا گیا۔ تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور معاشرے میں ان کا مقام بہت نیچے گرا دیا گیا۔ جن ذمہ دار فرض شناس علما نے اس شرانگیز مہم کا مقابلہ کرنا چاہا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا ابطال کیا تو زرخرید مولویوں کے ذریعے ان آیات و احادیث کی حسبِ خواہش تاویل کرا دی گئی اور پھر علما کے جوابات کو مذاق میں اُڑا دیا۔ بکنے والے علما کو بھاری عطیات اور اوقاف کی ملازمتیں دلا کر خرید لیا گیا۔

اس سلسلے میں ایک تنظیم "Save The Children" بہت کام کررہی ہے۔ اس کا کام عوامی اور مذہبی لیڈروں کو ہم نوا بنانا ہے۔ اس نے ایک سال کے دوران ۱۱۰ سیشن منعقد کئے، جس میں ۳۳۰۰ ؍افراد نے شرکت کی۔ بنگلہ دیش میں بڑی تعداد میں اس نے علما کو ہم نوا بنا لیا ہے۔ پاکستان میں اس تنظیم کو 'فیملی ہیلتھ پراجیکٹ' کے نام پر ورلڈ بینک سے امداد مل رہی ہے۔ افریقی ممالک میں بھی یہ تنظیم کام کررہی ہے۔ یہ گاؤں کے امام مسجد کو ٹارگٹ بناتی ہے۔ اپنے تنخواہ دار تربیت یافتہ مولوی کے ذریعے اس کی برین واشنگ کرتی ہے پھر اس کے ذریعے دوسرے اماموں پر کام کیا جاتا ہے۔

امریکی دفاعی ادارے پینٹاگون نے 'قرآن ریسرچ' کے لئے باقاعدہ ملازم رکھے تاکہ اسقاطِ حمل اور مانع حمل طریقوں کے بارے میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے قرآنی آیات کو مرضی کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ آیات کے معانی بدلے جائیں، خودساختہ احادیث اور اقوالِ صحابہؓ کو فیملی پلاننگ کے حق میں دیا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے اہداف بڑی کامیابی سے حاصل کررہے ہیں مثلاً :

① سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۱ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾ ''اور اپنے بچوں کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔'' سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ''کہ اپنے خاندان کو اپنے وسائل سے ہم آہنگ رکھیں'' حالانکہ یہ آیت خاندانی منصوبہ بندی کی جڑ کاٹتی ہے۔

② سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۲۵ ﴿إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا﴾ ''جب تمہیں تمہاری کثرت نے خوش کیا مگر یہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی۔'' یہ آیت جنگ حنین کے بارے میں ہے، جس میں فتح کے لئے کثرتِ تعداد کی بجائے اللہ پر بھروسہ رکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس آیت کو 'کثرتِ آبادی' کے خلاف استعمال کیا گیا۔

③ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۸۶ میں: ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ ''اللہ کسی جان کو اس کی ہمت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا...'' اس آیت کو بھی کثرتِ آبادی کے خلاف استعمال کیا گیا ان کے علاوہ پاکستان کے محکمہ بہبود آبادی نے مندرجہ ذیل آیات کو فیملی پلاننگ کے پراپیگنڈے کے لئے استعمال کیا:

④ ''مؤمنو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں اور جو کوئی ایسا کرے گا، وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔'' (المنافقون:۹)

⑤ ''قیامت کے دن نہ رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ ہی اولاد'' (الممتحنہ:۳)

⑥ ''اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہے۔'' (الانفال:۲۸)

⑦ ''یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولادیں نہیں جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہیں۔'' (السبا:۳۷)

اسی طرح معروف علما اور مفتیان کے فتووں کو سیاق وسباق سے علیحدہ کرکے شائع کیا گیا، مثلاً اگر کسی مفتی نے فتویٰ دیا کہ ''اگر عورت کی جان کو خطرہ ہو تو وہ ضبطِ ولادت کرسکتی ہے۔'' اس میں سے پہلا جملہ نکال دیا گیا اور لکھ دیا گیا کہ فلاں مفتی نے کہا ہے: ''عورت ضبط ولادت کرسکتی ہے'' یعنی ہر جعلسازی اپنائی گئی۔ پاکستان کے محکمہ بہبود آبادی نے ۹۶، ۱۹۹۵ء کے کیلنڈر میں ۱۲/قرآنی آیات کو سیاق وسباق سے کاٹ کر اور اصل مفہوم بدل کر شائع کردیا، حالانکہ ان میں کوئی ایک آیت بھی 'تحدید آبادی' کے حق میں نہیں۔

مسلم حکمرانوں اور عوام کو فیملی پلاننگ پر راغب کرنے کے لئے نہ صرف ترغیب وتحریص اور تاکید سے کام لیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تادیبی ہتھکنڈے بھی استعمال کئے گئے۔ انڈونیشیا میں 'برتھ کنٹرول' کو بزورِ قوت نافذ کیا گیا۔ انڈونیشیا کے فوجی خواتین کو بندوق کی نوک پر نظر بندی کیمپوں میں لے جاتے اور انہیں اس وقت تک وہاں رکھا جاتا جب تک وہ فیملی پلاننگ پر عمل کرنے کی ٹھوس ضمانت نہ دے دیتیں یا نس بندی نہ کروا لیتیں۔ 'انڈونیشیا ٹوڈے' کے مطابق گن پوائنٹ پر D 14 (رحم مادر میں رکھنے والی ڈیوائس) رکھی گئی۔ تعلیمی اداروں میں جوان لڑکیوں میں طویل عرصہ والے ٹیکے لگائے گئے۔ نتیجۃً وہاں فی فیملی ۶ بچوں کی بجائے اوسطاً ۳ رہ گئے۔

◉ پاکستان کے بارے میں بھی اخبارات میں آیا ہے کہ حکومتِ پاکستان نے ان سرکاری

www.KitaboSunnat.com

ملازمین کی ترقی روکنے کا فیصلہ کیا ہے جو چار سے زیادہ بچے پیدا کرنے کے قصور وار ہوں گے۔جن استانیوں کے تین سے زیادہ بچے ہوں، ان کو ولادت کے ایام کی رخصت سے مستثنیٰ قرار دینے کا فیصلہ بھی عمل میں لایا جارہا ہے۔

◉ ۱۹۸۱ء میں امریکی آفیشل تھامس فرگوسن نے کہا: ہمیں آبادی میں اضافے کے فرق کو ہر حال میں کم کرنا ہے، چاہے حکومتیں ہمارے صاف ستھرے طریقوں سے کام کریں یا پھر دوسرے (یعنی جبری) طریقوں سے۔ مندرجہ بالا تدابیر اختیار کرتے ہوئے آخر وہ اپنے مقاصد کو پانے میں کامیاب ہوئے اور جنوری ۱۹۹۱ء میں 'دی راک فیلرز پاپولیشن کونسل' نے اعلان کیا کہ فیملی پلاننگ کے ذریعے مسلم ممالک میں ۴۰ کروڑ سے زیادہ پیدائشیں روک لی گئی ہیں اور اگلی صدی کے آخر تک ایک ارب ۲۰ کروڑ پیدائشیں مزید روک لی جائیں گی، یہ ان کا ٹارگٹ ہے۔

◉ پروفیسر نکولس ایبرسٹاڈ جو ہارورڈ یونیورسٹی کے 'ادارۂ مطالعہ آبادی' کے محقق ہیں، کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اصل دردِ سر دنیا میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔

◉ ۱۹۷۴ء میں امریکی صدر نکسن نے وزیر خارجہ ہنری کسنجر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی، جس کا مقصد جو ۲۰۰۰ء تک امریکہ کو درپیش مشکلات کی نشاندہی اور پیش بندی کرنا تھا۔ 'رپورٹ ۲۰۰۰ء' نامی اس رپورٹ میں پاکستان، مصر، بنگلہ دیش، ترکی، نائیجیریا اور انڈونیشیا میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو امریکہ کے لئے خطرہ قرار دیا گیا۔

◉ ۱۹۹۲ء میں CIA کے ڈائریکٹر اینڈر ریے ایس کلائن نے اپنی کتاب میں لکھا کہ

''دنیا کے وسیع رقبوں پر انہی اقوام کا اقتدار ہوگا جن کی آبادی وسیع ہوگی۔''

دوسرا اعتراض: زیادہ آبادی آلودگی کا باعث ہے!

اس وقت دُنیا میں جو ماحولیاتی آلودگی پائی جاتی ہے، اس کا ذمہ دار بھی یورپی ممالک کی طرف سے زیادہ آبادی کو ٹھہرایا جارہا ہے۔ اور اس اعتراض کو بنیاد بنا کر مسلم ممالک پر دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ اپنی آبادی کنٹرول کرو۔ اصل میں آبادی میں کمی کروانے کی وجوہات تو وہی ہیں جن کا تذکرہ سابقہ صفحات میں کیا گیا ہے، یہ تو محض ایک خودساختہ اعتراض ہے جبکہ ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ ماحول کو زیادہ نقصان آبادی میں اضافے کی وجہ سے نہیں بلکہ امیر

www.KitaboSunnat.com

ممالک کے ضرورت سے زیادہ خرچ (Over consumption) سے پہنچا ہے۔ ان ماہرین کے مطابق دنیا کے ایک ارب امیر لوگوں نے زمین پر زندگی کو خطرے سے دوچار کردیا ہے۔ یہ بات ورلڈ واچ انسٹیٹیوٹ کی رپورٹ میں بتائی گئی ہے۔

مارگریٹ کارلسن نے یو این دستاویز 'پراگرس آف نیشنز' میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ''ترقی یافتہ صنعتی ممالک میں پیدا ہونے والا ہر بچہ اپنی زندگی میں ترقی پذیر ممالک (یعنی عمومی طور پر مسلم ممالک) میں پیدا ہونیوالے بچہ کی نسبت ۲۰ تا ۳۰ گنا زیادہ وسائل خرچ کرتا ہے۔ اسی طرح 'نیچرل ریسورسز ڈیفنس کونسل' نے قرار دیا ہے کہ صنعتی ممالک میں ۵۵ ملین افراد ترقی پذیر دنیا میں پیدا ہونے والے ۸۹۵ ملین افراد سے زیادہ دنیا کو آلودہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں آلودگی کے خاتمے کے لئے اپنی کوششیں صنعتی ممالک پر مرکوز کرنا ہوں گی۔''

لاس اینجلس ٹائمز نے ۱۹۹۴ء میں سب سے زیادہ آلودہ جگہ برازیل کے کوباٹو کو بتایا تھا۔ حالانکہ یہاں آبادی میں اضافہ کا کوئی مسئلہ ہی نہ تھا بلکہ یہ آلودگی صنعتی اور فارماسیوٹیکل کمپنیوں کی وجہ سے تھی۔ ایک عام فہم بات ہے کہ ایک غریب بچہ وہ آلودگی نہیں پھیلا سکتا جو امیر کی گاڑی یا ایئرکنڈیشن وغیرہ پھیلاتے ہیں۔ پاکستانی شہروں میں جو آلودگی ہے، اس کی وجہ کرپٹ اور نااہل انتظامیہ ہے۔ نیچے سے اوپر تک درجہ بدرجہ تمام سرکاری اور حکومتی اہلکار اپنے پیشہ وارانہ فرائض سے بے خبر اور بے فکر ہیں۔

دراصل ترقی یافتہ ملکوں کے یہ ایٹمی اور سائنسی تجربات، انسانی خوراک، پانی اور فضا کو انسانی زندگی کے لئے ضرر رساں بنا دیتے ہیں۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ گذشتہ ۵۰ برسوں میں مرد حضرات کے مادۂ تولید کے جرثوموں میں ۵۰ فیصد کمی آچکی ہے اور اندازہ ہے کہ آئندہ ۵۰ برسوں میں ان کی گنتی محض 25% فیصد رہ جائے گی اور اگر یہ گنتی اسی رفتار سے کم ہوتی گئی تو اگلی صدی کے اختتام پر زیرو کے مقام پر پہنچ جائے گی۔

ترقی یافتہ ممالک کی صنعتی، ایٹمی اور سائنسی سرگرمیاں ایک طرف تو ماحول کو آلودہ کررہی ہیں اور دوسری طرف نسل انسانی کی تباہی کا باعث بن رہی ہیں مگر کمال ڈھٹائی سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان اپنی آبادی کنٹرول کریں، یہ ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ کررہے ہیں۔

تیسرا اعتراض: زیادہ بچوں کی پیدائش سے ماؤں کی زندگی کو خطرہ

یہ پراپیگنڈا کرکے کہ زیادہ بچے پیدا کرنا عورت کی زندگی کے لئے خطرہ ہے، خوب دہشت

www.KitaboSunnat.com

پھیلائی گئی ہے۔ حالانکہ اس پراپیگنڈے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا مودودیؒ نے اپنی کتاب 'اسلام اور ضبطِ ولادت' میں اس موضوع پر مغرب کے طبی اور نفسیاتی ماہرین کے حوالے سے کافی روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر اوسوالڈ سکوارس کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کو پورا کرنا چاہتا ہے جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے۔ اگر کسی عضو کو اپنا کام کرنے سے روک دیا جائے تو لازماً الجھنیں اور مشکلات پیدا ہو کر رہتی ہیں۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرارِ حمل اور عمل تولید کی انجام دہی کے لئے۔ اگر ایک عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے تو وہ اضمحلال اور اندرونی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گی۔''

ڈاکٹر الیکسز کارل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''وظائفِ تولیدی کی انجام دہی عورت کی صحت و تکمیل کے لئے ناگزیر ہے۔ یہ ایک احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگشتہ کیا جائے۔''

اگر ہم اپنے ارد گرد کا جائزہ لیں تو مندرجہ بالا حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں اور واضح نظر آتی ہے کہ جن عورتوں کے بچے زیادہ ہیں وہ زیادہ صحت مند اور فٹ ہیں، بہ نسبت ان کے جن کے ایک یا دو بچے ہیں۔ ایک عورت اور ماں ہونے کے ناطے میں خود اس حقیقت کا مشاہدہ کرتی ہوں۔ اللہ نے سات اولادوں سے نوازا اور الحمدللہ آج تک کسی مرحلے پر کسی بھی اَپ سیٹ سے سابقہ پیش نہیں آیا۔ اور آج عمر کی ۵۰ کی دہائی میں ہونے کے باوجود الحمدللہ کسی سنجیدہ بیماری سے واسطہ نہیں پڑا، سوائے موسمی ہلکی پھلکی خرابیوں کے۔ ایسی بہت سی مثالیں میں اپنے ارد گرد اور اپنے خاندان میں دیکھتی ہوں۔ اس کے برعکس جن کے ہاں دو یا تین بچے ہیں، انہیں عموماً کسی نہ کسی بیماری سے دوچار دیکھا ہے۔ درحقیقت یہ بیماریاں ان مانع حمل ادویات اور ڈیوائسز کے استعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

ایک صاحب جن کے ٦ بچے ہیں، اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ دوسرے بچے کی پیدائش کے بعد لیڈی ڈاکٹر نے میری بیوی کو تیسری بار ماں بننے سے سختی سے منع کر دیا اور کہا کہ اگر ایسی غلطی کرو گی تو مر جاؤ گی۔ جب تیسرے بچے کا حمل ٹھہر گیا تو میری پریشان بیوی اس کے پاس گئی۔ لیڈی ڈاکٹر نے مجھے بلوایا، خوب لعن طعن کی اور بڑے وثوق سے کہا کہ زچہ

www.KitaboSunnat.com

بچ نہیں سکے گی۔ مگر نہ صرف تیسرا بچہ بخیر وخوبی پیدا ہوا بلکہ مزید تین بچے بھی پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری بیوی بھی تندرست ہے۔

دراصل زچگی کے باعث جو اموات ہورہی ہیں، اس کی اصل ذمہ دار حکومتیں ہیں۔ جو ٹیکس لینے کے باوجود ضروری طبی سہولیات فراہم نہیں کرتیں۔ زیادہ بچے خواتین کی زندگی کے لئے اتنے خطرناک نہیں جتنی ناکافی طبی سہولیات اور مانع حمل ادویات ہیں۔ یہ ادویات استعمال کرنے والی اکثر خواتین پیچیدہ بیماریوں کا شکار ہوجاتی ہیں۔

کراچی کے ڈاکٹر انوار الحق کی رپورٹ کے مطابق ان ادویات سے انجمادِ خون کے خطرناک مسائل مثلاً (Thrombosis and Embolism) وغیرہ کے علاوہ رحم کی جھلیوں کا ورم اور رحم میں کینسر کی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں۔ یہ ادویات جگر کے بعض ٹیومرز کے پھٹنے اور خون بہنے کا باعث بھی بن رہی ہیں۔ فیملی پلاننگ ادویات سے مرنے والوں کا چونکہ ہسپتال ریکارڈ نہیں رکھتے بلکہ اسے عام بیماری کی اموات ہی ظاہر کرتے ہیں، اس لئے اعداد وشمار میں یہ بتانا مشکل ہے کہ سالانہ کتنے ہزار خواتین ان ادویات سے مر رہی ہیں اور کتنی کینسر کا شکار ہوکر شدید اذیت سے دوچار ہیں۔ علاوہ ازیں فیملی پلاننگ کا عملہ زیادہ تر نیم خواندہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے اور اسقاطِ حمل کے لئے بعض اوقات ایسے ہولناک طریقے بھی استعمال کرجاتا ہے جن کے بارے میں ایک ڈاکٹر سوچ بھی نہیں سکتا۔ نتیجہ پیچیدہ بیماریوں اور اموات کی صورت میں نکلتا ہے۔

ان ادویات سے متذکرہ بالا بیماریوں کے علاوہ ایام میں بے قاعدگی اور زیادتی، پیٹ میں درد، اُلٹیاں، معدے کا السر، خون کی کمی، سردرد اور پژمردگی، عصبی ناہمواری، بے خوابی، پریشان خیالی، چڑچڑاپن، دل و دماغ کی کمزوری، نفسیاتی الجھنیں، پاؤں کا سُن ہونا اور فالج جیسی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں۔ (اونٹاریو کینیڈا میں کی گئی ریسرچ کے مطابق فیملی پلاننگ ادویات اور ڈیوائسز کا استعمال کرنے والی خواتین میں فالج کا تناسب ۵۷ فیصد ہے) اس کے علاوہ مرد بھی کئی قسم کی مردانہ کمزوریوں کا شکار ہوجاتے ہیں اور بسا اوقات اپنی فطری صلاحیتوں سے کلی محروم ہوجاتے ہیں۔

بدقسمتی سے پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن (PMA) بھی اس صلیبی سازش کا آلہ کار بن چکی ہے۔ اگرچہ فیملی پلاننگ کا یہ سارا پروگرام انسانی فلاح و بہبود اور خوشحالی اور ترقی کے نام پر ہورہا ہے مگر حقیقت ظاہر ہے کہ صلیبی دنیا کا انسانی فلاح و بہبود سے کوئی سروکار ہے ہی نہیں!!

www.KitaboSunnat.com